کسبِ معاش اور اسلامی تعلیمات (عصر حاضر کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ)

Earning Livelihood and Islamic Teachings (An Analytical Study in the Contemporary Context)

Dr. Hafiz Rao Farhan Ali
Assistant Professor Department of Shariah
Allama Iqbal Open University Islamabad
Email: rao.farhan@aiou.edu.pk

Dr. Sumayyah Rafique
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture
NUML, Karachi Campus.

Abstract

Islam is a complete code of life, providing guidance and instructions for all aspects of lifespan. This guidance encompasses not only moral and spiritual directives but also clear instructions regarding social life. A crucial part of social life is a person's economic affairs. A significant portion of life is spent in the pursuit of livelihood. From morning to evening and evening to morning, the primary concern is fulfilling the necessities, for which money and wealth are required. If a person has the wealth to live comfortably, his life is largely free from worries. Conversely, if wealth and resources are lacking, life becomes filled with complications, to the extent that fulfilling religious obligations becomes extremely difficult and sometimes even impossible. This is why the Holy Quran, not only commands the performance of worship and mentions the dos and don'ts but also, considering human needs, acknowledges the necessity and importance of wealth and resources. This is because a person can fulfill their spiritual and moral obligations only when their financial situation is stable. This article is an effort to highlight Islamic teachings regarding the pursuit of livelihood. Qualitative method has been employed in this article. After a literature review, the author has concluded that:

The pursuit of livelihood is a fundamental duty of human beings, and numerous Quranic verses and Hadiths emphasize its importance. Allah Almighty has endowed this universe with treasures accessible to all humans equally. There is a need to seek sustenance from these treasures. The primary means of obtaining livelihood, trade, agriculture, industry, and craftsmanship, all have direct or indirect encouragement in Islamic teachings.

In the present era, as our country faces economic challenges, there is a dire need to work diligently in every sector to set the nation on the path to progress.

A significant portion of our population is struggling with severe deficiencies in basic necessities such as food, clothing, and shelter. This segment requires urgent attention, and the best way to address this is for these individuals to actively engage in the pursuit of livelihood. Additionally, the government should support them so that improved livelihood efforts can enhance their standard of living.

Keywords: Economic Problems, livelihood, Trade, Agriculture, Industry

تمہید:

مذہب اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ہدایت اور راہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ اس راہنمائی میں جہاں اخلاقی وروحانی ہدایات دی گئی ہیں وہیں اجتماعی زندگی کے بارے میں بھی واضح ہدایات موجود ہیں۔ اجتماعی زندگی کا نہایت ہی اہم شعبہ انسان کی معاشیات ہے۔ زندگی کا بیشتر حصہ فکرِ معاش میں ہی گزرتا ہے۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک کی سب سے بڑی فکر، ضروریاتِ زندگی ہوتی ہیں جن کی تکمیل کے لئے انسان کو روپیہ، پیسہ اور مال درکار ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس روپیہ پیسہ موجود ہے جس سے وہ بآسانی زندگی گزار سکتا ہے تو اس کی زندگی بڑی حد تک پریشانیوں سے خالی ہے۔ اور اگر روپیہ پیسہ ودولت موجود نہیں تو مادی زندگی الجھنوں سے بھرپور ہے یہاں تک کہ دینی تقاضوں کی انجام دہی بھی بعض حالات میں انتہائی مشکل اور بعض اوقات تو ناممکن تک ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتابِ ہدایت قرآن کریم نے جہاں عبادات کے بجالانے کا حکم دیا، اوامر ونواہی کا تذکرہ کیا، اخلاقیات وروحانیت پر درس دیا، وہیں حاجت انسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے مال ودولت کی ضرورت اور اس کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا اس لئے کہ انسان اپنے روحانی اور اخلاقی معاملات کی تکمیل بھی اسی وقت کر سکتا ہے جب اس کے مالی حالات بہتر ہوں۔

ہمارے ہوں نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جو کام سے جی چراتے ہیں اور بس آسان سے آسان تر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کی عمر نکل جاتی ہے تو انہیں ہنر سیکھنے کا خیال آتا ہے لیکن ذمہ داریاں اس کی بھی اجازت نہیں دیتیں تو آسان حل یہ نکلتا ہے کہ عرب ممالک میں جا کر مزدوری کریں۔ حالانکہ بلوغت کے بعد ہی انسان کو چاہئے کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ معاش کی بھی فکر کرے۔

ڈبلیو ایچ او نے نوجوانوں کے کام کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں ایک پراجیکٹ کا آغاز کیا۔ جس میں مختلف سروے اور رپورٹس سے اعداد وشمار اکٹھے کئے گئے۔ اس سلسلے میں جو حقائق ہمارے سامنے آئے وہ لمحہ فکریہ ہیں۔ رپورٹ کے مطابق:

"سروے سے معلوم ہوا کہ 2001 کے بعد سے ہمارے بچے مسلسل کام چور ہوتے جا رہے ہیں وہ جسمانی کاموں سے جی چرانے لگے ہیں۔ 2016 میں یہ نچلی ترین سطح پر تھے اور جسمانی کام نہ کرنے والے بچوں کا تناسب 81 فیصد تک پہنچ گیا تھا۔ ان میں لڑکوں اور لڑکیوں کی کوئی تخصیص نہیں، معمولی فرق کے ساتھ دونوں کا حال ایک جیسا ہے۔

امارت اور غربت سے بھی قریبی تعلق نظر آیا۔ امیر اور غریب ممالک میں ایک خاص فرق تھا۔ تاہم ایک ملک کے مختلف معاشی گروپوں کے بچوں اور بچیوں کی صورتحال کم وبیش ایک جیسی تھی۔ ایشیائی پیسیفک ممالک کے امیر بچوں میں یہ فرق بہت نمایاں نظر آیا۔ وہاں 89 فیصد بچوں میں جسمانی کام کرنے کی عادت ختم ہو چکی تھی۔ غریب ممالک میں یہ تناسب 79 فیصد نکلا۔

جنوبی ایشیائی ممالک میں پاکستان سب سے پیچھے ہے۔ یہاں کام نہ کرنے والے بچوں کا تناسب 2001ء میں 84 تک تھا۔۔۔ 2016ء میں جسمانی کام سے جی چرانے والے لڑکوں کا تناسب 85.4 فیصد ہو گیا۔ دیگر ممالک میں بھی اس شعبے میں بہتری آئی لیکن ہمارے ہاں زوال آیا۔"[1]

کام چوری کی عادت نے وطن عزیز میں گداگری کو بھی جنم دیا ہے۔ گلیوں، بازاروں، چوراہوں اور سڑکوں کے اشاروں پر گداگروں کی بڑی تعداد موجود رہتی ہے۔ جو روزانہ کے ہزاروں روپے بٹور کر چلے جاتے ہیں۔ یہ گداگر ہماری معیشت پر بوجھ ہیں اور لوگوں کی بچت میں نقصان کا باعث ہیں۔ صرف کراچہ شہر میں کتنے گداگر ہیں؟ اس حوالے سے طلحہ عبیدی نے ایک مضمون لکھا جس کے اعداد و شمار کا ذکر کرنا دلچسپی کا باعث ہو گا۔ وہ لکھتے ہیں:

> "ذرائع کے مطابق کراچی میں ایک لاکھ 30 ہزار سے زائد مقامی گداگر موجود ہیں۔۔۔ محتاط اندازے کے مطابق کراچی میں گداگر مافیا مارکیٹوں، سگنلز، مساجد سمیت دیگر چھوٹے بڑے مراکز سے صرف ایک ماہ میں 5 سے 8 کروڑ روپے جمع کرتا ہے، شہر میں یہ مافیا ٹرک میں صبح سویرے چھوٹے بچوں اور خواتین کو سگنلز اور مارکیٹوں میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے، اندرون سندھ اور پنجاب سے بھکاریوں کی بڑی تعداد کراچی کا رُخ کرتی ہے، پولیس ذرائع بتاتے ہیں کہ صرف رمضان کے مہینے میں بھکاری اس مہم سے کروڑوں روپے جمع کرتے ہیں، کراچی کے کچھ شہری زکوۃ اور فطرے کی رقم بھی ان گداگروں کو دے دیتے ہیں۔۔۔"[2]

کسب معاش کی ترغیب اور اسلامی تعلیمات

حلال طریقے کے ذریعے کسب معاش اور اس کی سعی کا حکم خود قرآن کریم نے دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ ذَلُولا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ[3]
>
> وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رام کر دیا ہے، لہٰذا تم اس کے مونڈھوں پر چلو پھرو، اور اس کا رزق کھاؤ، اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

اس آیت میں بندوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زمین میں محنت کریں اور اس سے حلال رزق تلاش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ زمین ان کے لئے مسخر کر دی ہے تا کہ وہ زراعت، صنعت اور تجارت کے ذریعے رزق حاصل کر سکیں۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں ہر قسم کی خصوصیات موجود ہیں جن سے انسان جو چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ جیسے بوؤ گے ویسے ہی کاٹو گے۔ تم زمین پر حاکم ہو، جو منافع چاہا، زمین سے حاصل کر لیا۔ حتیٰ کہ جنگل سے گھاس،

لکڑیاں، چھاؤں، چشموں کا پانی، پرندوں کا شکار، گوشت، طب میں استعمال ہونے والی جڑی بوٹیاں اور پھول بھی حاصل کر سکتے ہو اور قدرت کے اس شاہکار سے لطف اندوز ہو سکتے ہو۔ خصوصاً زمین میں تصرف کر کے نعمتوں کو حاصل کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم خود اس پر حاکم اور متصرف ہو۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں معاش کے ذرائع رکھ دیے ہیں اور اب ان کا کسب کرنا انسان کے ذمے ہے۔ نیز، یہ کسب ناممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے، لہٰذا انسان کسب کے ذرائع بروئے کار لائے اور رزق حاصل کرے۔[4]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ» [(5)]

ترجمہ: رزق حلال کی تلاش ہر مسلمان پر فرض ہے۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص پر اپنے اخراجات ہوں یا دوسروں کے اخراجات اٹھانا یا ان کی مدد کرنا اس کی ذمہ داری ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ روزگار کے لئے تگ و دو کرے اور حدیث میں کسب حلال کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا حرام سے اجتناب لازم ہے۔[(6)]

کسبِ معاش کا وقت

عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا"، قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً، أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، قَالَ:" وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ".(7)

صخر غامدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما“۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سریہ یا لشکر روانہ کرتے تو اسے دن کے ابتدائی حصے میں روانہ فرماتے۔ راوی کہتے ہیں کہ صخر غامدی تاجر تھے اور وہ ہمیشہ اپنا تجارتی مال صبح سویرے ہی بھیجتے تھے، جس کے نتیجے میں وہ مالدار ہو گئے اور ان کی دولت میں اضافہ ہوا۔

اس بات کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے کہ صبح کا وقت بڑی برکت والا ہوتا ہے۔ جو شخص صبح سویرے اٹھتا ہے وہ دن میں زیادہ کام کر لیتا ہے اور تاخیر سے اٹھنے سے کئی کام رہ جاتے ہیں اور یہ کیوں نہ ہو اس لئے کہ نبی کرم ﷺ نے صبح کے وقت میں برکت کی دعا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی سورۃ النبا، پارہ نمبر 30 میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے دن کو معاش کا ذریعہ

بنایا۔ دن کو قدرتی روشنی بھی میسر آتی ہے اور دن میں کام کر کے رات کو آرام بھی کیا جا سکتا ہے۔ دن کا آغاز نماز فجر سے ہو جاتا ہے۔ اس آیت سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جب دن کو معاش کا ذریعہ بنایا گیا ہے تو جتنا ہو سکے دن کے وقت کو زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے، بالخصوص آج کل، جب وطن عزیز میں بجلی کا بحران ہے تو بجائے اس کے کہ رات کو دیر تک بازاروں کو قمقموں سے رشن رکھا جائے، اس سے کہیں بہتر ہے کہ دن کی روشنی کو استعمال کیا جائے۔

بعد از نماز جمعہ کسب معاش کی اجازت

جمعہ کے دن کی فضیلت باقی ایام پر جو ہے وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن اس دن بھی معاشی سرگرمی، تجارت و کاروبار سے صرف اس وقت منع کیا گیا ہے جو خاص جمعہ کی نماز کا وقت ہے۔

{فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ} [8]

ترجمہ: اور پھر جب نماز ہو چکے تو پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

آیت مذکورہ میں "فضل" سے مراد کاروبار و تجارت ہے[9]۔ بروز جمعہ مکمل طور پر کاروبار بند رکھنے کی ممانعت شریعت میں کہیں نہیں آئی بلکہ فقہاء نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ دو شخص اگر کشتی میں ہوں اور جامع مسجد نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جارہے ہوں، دوران سفر اگر خرید و فروخت کا معاملہ طے کر لیں تو یہ جائز ہے اس لئے کہ یہ خرید و فروخت جمعہ کے لئے مخل نہیں[10]۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ ترغیب دی ہے کہ انسان کو جائز طریقے سے مال و دولت کی سعی کرنے چاہئے، عبادات اور مالی معاملات کا اجتماع صرف جائز ہی نہیں بلکہ حکم شریعت ہے بس یہ خیال رہے کہ مالی معاملات عبادات پر حاوی نہ ہوں۔

کسب معاش کے ذرائع

کسبِ معاش کے بنیادی ذرائع میں تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت ہیں۔ ذیل میں ہر ایک پر مختصر تفصیل ملاحظہ ہو۔

تجارت اور کسب معاش

اللہ تعالیٰ نے تجارت کے پیشہ میں بہت برکت رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ»[11]

ترجمہ: سچا تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ دس حصوں میں سے نو حصے رزق اللہ نے تجارت میں رکھا ہے[12]۔

امام ابراہیم نخعیؒ سے سوال کیا گیا کہ آپ کی نظر میں سچا تاجر زیادہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کر رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک سچا تاجر زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ وہ حالت جہاد میں ہے۔ شیطان ہر طرف سے اسے پھسلانے کی کوشش کرتا ہے کبھی ناپ تول میں کمی بیشی کا کہتا ہے تو کبھی لین دین میں مکر بازی کی چالیں سمجھاتا ہے لیکن وہ تاجر ان سب سے انکار کر کے جہاد کرتا ہے۔[13]

امام ابراہیمؒ کی بات اس لحاظ سے نہایت وزن کی حامل ہے کہ دیانتدار تاجر بیک وقت دو محاذوں پر کام کرتا ہے اول تو یہ کہ حکم شریعت پر عمل پیرا ہوتا ہے جس کی بجا آوری ثواب ہی ثواب ہے۔ حدیث نبوی ہے

« طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ» [14]

ترجمہ: رزق حلال کی تلاش ہر مسلمان پر فرض ہے۔

دوسرے یہ کہ منفی قوتوں کے خلاف نبرد آزما رہتا ہے۔ کوئی شخص اسے حرام کا لالچ دیتا ہے تو کہیں اس کا اپنا نفس نفع میں بڑھوتری کی خاطر ناجائز حربے اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مثلاً یہ کہ کم تولنا شروع کر دے یا خراب مال اچھے کے ساتھ ملا کر فروخت شروع کر دے لیکن سچا اور دیانتدار تاجر ان تمام شیطانی حربوں سے جب باز رہتا ہے تو اب اس کی جو تربیت اور تزکیہ ہوتا ہے وہ اس شخص کے تزکیہ سے ہزار گنا زیادہ طاقتور ہے جو برائی سے کبھی نبرد آزما ہوا ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت عبادات میں مصروف رہا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی نشر واشاعت میں ان تجار کا بڑا کردار ہے جن کی تجارت سے جزائر انڈونیشیا، ملائشیا اور فلپائن کے دور دراز کے علاقے مسلمان ہو گئے اسی لئے کہ ان کی خاموش تجارت اسلام کی اعلانیہ تبلیغ تھی۔ جو شخص ان کی تجارت کے دائرے میں آتا گیا، حلقہ بگوش اسلام ہوتا گیا۔

تجارت کے لئے ضروری ہے کہ وہ باہمی رضامندی سے ہو اور ہر قسم کے باطل اور ناجائز طریقے سے پاک ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ }[15]

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس کے مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضا مندی سے خرید وفروخت ہو۔

{ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَى وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللهِ }[16]

ترجمہ: وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار ہوں گے، بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ کا فضل تلاش کریں گے۔

سورۃ مزمل کی ابتدائی آیات میں نصف شب یا اس سے کم یا زیادہ قیام کا حکم دیا گیا تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تین وجہیں بتائیں۔ اول یہ کہ تم میں سے کچھ لوگ مریض ہیں جو قیام نہیں کر سکتے۔ دوم یہ کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے طلبِ معاش کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہوتا ہے اور سوم یہ کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ ان تین وجوہات کی بناء پر حکم میں تخفیف کر دی گئی اور تہجد کی نماز کسی پر فرض نہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاشی تگ ودو کو کس قدر اہمیت دی ہے کہ تہجد کی نماز کی فرضیت ختم ہونے میں ایک اہم سبب یہ ہے کہ کہیں امت کو معاشی طور پر دشواری پیش نہ آجائے لہذا فرضیت ساقط کی جاتی ہے۔

زراعت اور کسب معاش

اللہ تعالیٰ نے مال حاصل کرنے کے ذخائر اس دنیا میں رکھ دیے ہیں۔ جن پر محنت کی ضرورت ہوتی ہے اگر انسان ان پر محنت کرے تو اسے اس کا پھل ضرور ملتا ہے۔ مال و دولت حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ زمین ہے۔ جملہ قسم کی خوراک سبزیاں، ترکاریاں، پھل، میوہ جات غرض یہ کہ ہر چیز زمین سے حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا حکم دیا ہے تاکہ انسان ان سے متمتع ہو کر اپنی معاش کو درست کر سکے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان زمین پر محنت کرے، سرمایہ لگائے، ہل چلائے، مٹی کو نرم کر لے، پانی دے، بیج ڈالے تو یہی زمین جو پہلے بنجر تھی اب سونا اگلنے لگتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَآيَةٌ لَّهُمُ الأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ O وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنْ الْعُيُونِ O لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلا يَشْكُرُونَ} (17)

ترجمہ: اور ان کے لئے ایک نشانی خشک زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کیا اور اس سے غلہ نکالا جس میں سے وہ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کر دیئے اور جن میں ہم نے چشمے بھی جاری کر دیئے ہیں تاکہ لوگ اس کے پھل کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے انہیں نہیں بنایا پھر کیوں شکر گزاری نہیں کرتے۔

امام المفسرین علامہ طبریؒ "لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ليأكلوا من ثمر الجنات التي أنشأنا لهم، وما عملت أيديهم مما غرسوا وزرعوا.(18)

تا کہ وہ باغات کے پھلوں سے کھائیں جو ہم نے ان کے لئے پیدا کئے ہیں اور جو ان لوگوں نے محنت کی، پودوں کو لگایا اور اُگایا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

{أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاء صَبًّا O ثُمَّ شَقَقْنَا الأَرْضَ شَقًّاO فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّاO وَعِنَبًا وَقَضْبًا O وَزَيْتُونًا وَنَخْلاً O وَحَدَائِقَ غُلْبًا O وَفَاكِهَةً وَأَبًّا O مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلأَنْعَامِكُمْ }[19]

ہم نے خوب پانی برسایا پھر زمین کو اچھی طرح پھاڑا پھر اس میں اناج، انگور اور ترکاری اُگائی، زیتون اور کھجور، گنجان باغات پھر میوہ اور چارہ بھی اُگایا تمھارے استعمال، فائدہ کے لئے اور تمہارے چوپایوں کے لئے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے زراعت کے پیشے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر انسان محنت کرے تو اللہ اس کے لئے بنجر اور مردہ زمینوں کو باغات میں اس طرح تبدیل کر دیتا ہے کہ سوچنے والی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ لہٰذا اسے ہر لمحے اپنے رب کا شکر بجالانا چاہیے جس نے نعمتوں کی بوچھاڑ سے اس کی مادی زندگی کو آسان بنادیا۔

دنیاوی زندگی میں خوراک کے علاوہ دیگر ضروریات کا انسان کے ساتھ ایک تانتا بندھا ہے جن کو پورا کرنے کے لئے اسے روپیہ پیسہ مال و دولت کی ضرورت پیش آتی ہے، وہ روپیہ پیسہ زراعت کے ذریعے بطریق احسن کمایا جاسکتا ہے، بلکہ پہلے وقتوں میں جب صنعت کا دور دورہ اس قدر نہیں تھا، بڑا پیشہ زراعت ہی تھا آج بھی دنیا کے کسی ملک کو زراعت کی اہمیت سے انکار نہیں خود وطنِ عزیز میں آبادی کا بڑا حصہ زراعت کے پیشے سے ہی منسلک ہے۔

درخت لگانا صدقہ جاریہ

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ، أَوْ إِنْسَانٌ، أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ »[20]

جو شخص درخت لگاتا ہے یا کچھ اُگاتا ہے، پھر اس سے کوئی پرندہ، انسان یا جانور کھالیتا ہے تو یہ (اس کا کھانا) اس کے لئے صدقہ ہے۔

درخت لگانے کے ان گنت فائدے ہیں۔ درخت ماحول کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ آلودگی کم کرتے ہیں۔ فضا کو اجلا کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے درجہ حرارت میں کمی آتی ہے۔ بارش برسنے کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ درختوں سے لکڑی میسر

آتی ہے۔ لکڑی سے ایندھن کی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور توانائی کا حصول بھی ممکن ہوتا ہے۔ درختوں کی لکڑی تعمیرات میں استعمال ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ اخروی فوائد کے ساتھ ساتھ دنیاوی فوائد بھی ان گنت ہیں۔

بنجر زمینوں کی آبادکاری

بنجر زمینوں کو آباد کرنے اور ان میں کاشت کاری کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو یہ گوارانہ تھا کہ ایسی زمین کا کوئی قطعہ یونہی خالی پڑا رہے اور اس سے پیداوار حاصل نہ کی جائے اس لئے کہ زمین اللہ کی نعمت ہے اور نعمت کی قدر اسی میں ہے کہ اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے اور جس قدر فوائد اٹھائے جاسکتے ہیں، اٹھائے جائیں اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا۔

« مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ »(21)

جس نے بنجر زمین کو آباد کیا تو پس وہ اسی کے لئے ہے۔

دوسری جگہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس زمین ہے تو اول اسے خود کاشت کرنی چاہئے، اگر وہ خود کاشت نہیں کر سکتا تو پس اس کو چاہئے کہ وہ اسے اپنے بھائی کو دے دے۔ (22)

خیبر آپ ﷺ کی زندگی میں ہی فتح ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے نصف پیداوار پر اہل خیبر کے ساتھ بٹائی کا معاملہ طے کیا تھا کہ جو پیداوار ہوگی اس کا نصف خود رکھیں گے اور نصف مسلمانوں کا ہوگا(23)۔

نبی کریم ﷺ نے جس طرح سے زرعی زمینوں سے فائدہ اٹھایا، استعمال میں لانے اور کاشت کے لئے زمین فراہم کرنے کی ترغیب دی، یہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ ہم بھی کسب معاش کی خاطر اپنی زمینوں سے فائدہ اٹھائیں۔

تعمیر ارض

اللہ تعالی نے تعمیر ارض کا حکم دیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

{وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا} (24)

ترجمہ: اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور چاہا کہ تم زمین کو آباد کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وہ چاہتا ہے کہ تم اس زمین کو آباد کرو۔ اس لئے کہ جب تک زمین کو آباد نہیں کیا جائے گا، اس سے فائدہ اٹھانا بھی ممکن نہیں ہے۔ مشہور مفسر قرآن علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ اس آیت کا

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین کا آباد کار بنایا ہے، تم اسے آباد کرو، رزق حاصل کرو، کاشت کرو اور وہ تمام فوائد حاصل کرو جو تمہیں حاصل کرنے چاہئیں۔[25]

مشہور مفسر علاّمہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ زمین کی تعمیر انسانوں کے ذمے فرض ہے اور یہ کام دینی طور پر فرض اور واجب ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا انسان سے مطالبہ کرتا ہے تو وہ مطالبہ فرضیت یا وجوب کو ظاہر کرتا ہے۔[26]

تعمیرِ ارض، ترقیِ زمین کا دوسرا نام ہے خواہ وہ ترقی کاشت کاری، شجر کاری، باغبانی کے ذریعے ہو یا سڑکیں، پل، سرائے، ہوٹل یا عمارتیں بنانے کے ذریعے۔ جس طریقے سے بھی تعمیرِ ارض ہوگی، ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی۔ اور قرآنی آیت پر عمل ہوگا۔

صنعت و حرفت اور کسب معاش

انسان کو اپنی زندگی میں صرف زرعی اشیاء گندم، چاول، کپاس وغیرہ سے ہی واسطہ نہیں پڑتا بلکہ اسے مصنوعات کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور آج کے جدید دور میں تو زراعت اور صنعت کا دامن چولی کا ساتھ ہے۔ وہ ممالک جن کی معیشتیں زراعت کے ساتھ صنعت سے بھی وابستہ ہیں، دن دگنی اور رات چگنی ترقی کر رہی ہیں۔ قرآن کریم نے صنعت کی اہمیت کو مختلف مقامات پر بیان کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

{وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ} [27]

اور ہم نے لوہے کو اُتارا جس میں سخت قوت ہے اور لوگوں کے لئے منافع ہیں۔

علامہ طبریؒ ابن وھب اور وہ ابن زید کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "باس شدید" سے مراد یہ ہے کہ لوہا اسلحہ سازی کے کام آتا ہے۔ اور لوگ اس سے آلات حرب تیار کرتے ہیں اور "منافع للناس" سے مراد یہ ہے کہ لوہے سے آلات واوزار تیار کئے جاتے ہیں۔

عہد حاضر میں لوہے کی صنعت وسیع پیمانے پر ترقی کر چکی ہے۔ آلات حرب میں گولی سے لے کر قیمتی رائفل تک اور لڑاکا طیاروں سے لے کر بحری بیڑوں تک ہر جگہ لوہے کا استعمال ہوتا ہے۔ دوسری طرف سو سو منزلہ عمارتیں لوہے کی مدد سے ہی تعمیر ہوتی ہیں۔ چھتوں سے لیکر کھڑکیوں اور دروازوں تک لوہا ہی استعمال ہوتا ہے۔ مشینریاں گاڑیاں سب کچھ لوہے سے تیار کی جاتی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں لوہے کی صنعت ملکی معیشت میں مضبوط کردار ادا کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر امریکن سٹیل انڈسٹری ملکی معیشت میں جو کردار ادا کر رہی ہے وہ درج ذیل اعداد و شمار سے واضح ہے۔

۲۰۱۰ میں امریکہ کی لوہے کی صنعت کے بلاواسطہ مزدوروں کی تعداد ایک لاکھ انتالیس ہزار تھی جو کہ مزید تین لاکھ ساٹھ ہزار نو سو چھیاسی (۳۶۰۹۸۶) لوگوں کو بالواسطہ ملازمت فراہم کرتی تھی۔ کیونکہ وہ بھی لوہے کی صنعت میں کہیں نہ کہیں وابستہ تھے۔ پھر یہ تین لاکھ ساٹھ ہزار نو سو چھیاسی افراد مزید چار لاکھ تنتالیس ہزار دو افراد کو معیشت کے دوسرے شعبوں میں روزگار فراہم کرتے تھے۔ مجموعی طور پر لوہے کی صنعت نے تقریباً نو لاکھ تنتالیس ہزار پنتالیس (943045) افراد کے لئے روزگار کے مواقع مہیا کئے۔ 2010ء میں امریکن سٹیل انڈسٹری کا خام ملکی پیداوار میں ترانوے اعشاریہ چار (۹۳.۴) بلین ڈالر کا حصہ تھا جو کہ 2011ء میں ایک سو ایک اعشاریہ دو (۱۰۱.۲) بلین ڈالر تک جا پہنچا جس نے حکومت کو بائیس اعشاریہ نو بلین ڈالر ٹیکس کی مد میں ادا کئے۔[28]

قرآن کریم نے اس صنعت کی طرف آج سے چودہ سو سال قبل متوجہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی صنعت سے ہی وابستہ تھے۔ اور اس وقت آلات حرب میں نہایت اہمیت کی حامل "زرہ" بنایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

{وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم} [29]

اور ہم نے اسے (داؤد علیہ السلام) تمہارے لئے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تاکہ لڑائی کے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو۔

{وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ O أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ} [30]

اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ تو پوری پوری زرہیں بنا اور جوڑوں میں اندازہ رکھ اور تم سب نیک کام کیا کرو بے شک میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسبِ معاش کی ترغیب یوں بھی دی کہ:

ما أكل أحدٌ طعامًا قطُّ خيرًا مِن أن يأكُل مِن عَمَلِ يَدِه، وإنَّ نبيَّ اللهِ داودَ عليه السلام كان يأكُل مِن عَمَلِ يَدِه

سب سے بہترین رزق وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کمائے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے (یعنی زرہ بناتے تھے اور اس سے روزی کماتے تھے)۔

دورِ حاضر میں صنعت اور انڈسٹری کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ ضرورت اس مرکی ہے کہ ہم انفرادی اور حکومتی سطح پر صنعتوں کو فروغ دیں اور ایسے اقدامات کریں جس سے صنعت کو ترقی ہو بلکہ ایک زرعی ملک ہونے کے

ناطے ہمیں تو ایسی صنعت کی ضرورت ہے جو زراعت کے ساتھ بھی وابستہ ہو تاکہ صنعت و زراعت میں بیک وقت لوگوں کو کسب معاش کے مواقع میسر آسکیں۔

قرآن کریم اور کشتی سازی

حضرت نوح علیہ السلام کشتی سازی کی صنعت سے وابستہ تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا} (31)

ترجمہ: اے نوح! ہماری مدد و نصرت سے کشتی بنا۔

علامہ ابن کثیرؒ کی تفسیر کے مطابق یہ صرف کشتی نہیں بلکہ بحری جہاز تھا جسکی لمبائی اسی ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ تھی۔(32)

کشتی سازی کی صنعت آج کس قدر ترقی کر چکی ہے؟ اس کا اندازہ کروز شپ دیکھ کر کیا جا سکتا ہے۔ کئی کئی منزلہ یہ شپ مسافروں کو لیکر ملک در ملک جاتے ہیں۔ ساری تجارت بھی انہی بحری جہازوں کے ذریعے ہوتی ہے اور ایک بر اعظم کا سامان دوسرے براعظم پہنچتا ہے۔ بحری جہازوں کی صنعت کے ساتھ بیسیوں صنعتیں وابستہ ہوتی ہیں جو لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ ہمیں بھی دورِ جدید میں سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم بھی اس صنعت کو فروغ دیں تاکہ کسب معاش کے ذرائع میسر آسکیں۔

قرآن کریم اور ماہی گیری

ماہی گیری اس وقت دنیا میں صنعت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ دریاؤں، سمندروں کے علاوہ بڑے بڑے فارمز اور تالابوں سے مچھلی کی پیداوار حاصل کی جاتی ہے اور ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد فاضل پیداوار دوسرے ممالک کو برآمد کر دی جاتی ہے۔ 2010ء میں دنیا میں مچھلی کی مجموعی پیداوار ایک سو اڑتالیس ملین ٹن تھی جس کی قیمت دو سو سترہ ملین ڈالر بنتی ہے۔ جس میں تقریباً ایک سو اٹھائیس ملین ٹن خوراک کی ضروریات میں استعمال ہو جاتی ہے۔ 2011ء کے ابتدائی اعداد و شمار کے مطابق یہ پیداوار ایک سو اڑتالیس سے متجاوز ہو کر ایک سو چون ملین ٹن تک جا پہنچی ہے۔(33)

قرآن کریم نے ماہی گیری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

{وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُواْ مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا} (34)

(اللہ وہ ذات ہے) جس نے سمندروں کو مسخر کر دیا تاکہ تم اس سے تر و تازہ گوشت کھاؤ۔

امام طبریؒ نے "لحما طریا" کی تفسیر شکار کی ہوئی مچھلی سے کی ہے۔(35)

وہ نوجوان جن کے پاس اپنی زمینیں ہیں اور بے روزگار ہیں، وہ فش فارمنگ سے اچھا بھلا روزگار حاصل کر سکتے ہیں۔ سردیوں میں مچھلی کی مانگ میں اضافہ ہوتا ہے تو قیمت بھی مناسب مل جاتی ہے۔ ضرورت اس مر کی ہے محض نوکری کی تلاش میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے کاروبار کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت رکھی ہے۔ دوسرے یہ کہ کاروبار نسل در نسل منتقل ہو جاتا ہے اور اولاد کے لئے روزگار کا بہترین ذریعہ بنتا ہے۔

کسب معاش اور بنیادی ضروریات

انسان کی بنیادی ضروریات خوراک، لباس اور رہائش ہیں۔ کسبِ معاش کا بنیادی فریضہ ان کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے ذیل میں اس حوالے سے ہر ایک کے لئے کسب معاش کی اہمیت ملاحظہ ہو:

خوراک:

روزمرہ کی ضروریات میں سرفہرست انسان کے ذاتی اہل وعیال کے مصارف ہیں۔ خوراک، لباس، اور رہائش ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ انسان کے پاس کم از کم اتنی خوراک ضرور ہونی چاہیئے جس سے اس کی زندگی کا سلسلہ رواں دواں رہ سکے وگرنہ تو مجبوری کی حالت میں حرام بھی جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِۚ–فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ–اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
>
> اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور حرام کئے ہیں جس کے ذبح کے وقت غیرُ اللہ کا نام بلند کیا گیا تو جو مجبور ہو جائے حالانکہ وہ نہ خواہش رکھنے والا ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نہ صرف یہ کہ زندگی کا سلسلہ بمشکل باقی رہ سکے بلکہ عمدہ طریقے سے برقرار رہ سکے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ خوراک میں وہ تمام پروٹینز موجود ہوں جو انسانی صحت کے لئے بہت ضروری ہیں اور یہ مچھلی اور دودھ سے حاصل ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

> {وَإِنَّ لَكُمْ فِي الأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِلشَّارِبِينَ} (36)
>
> تمہارے لئے چوپایوں میں بڑی عبرت ہے کہ ہم تمہیں اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسی میں، گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے سہتا پچتا ہے۔

اسی طرح کاربوہائیڈریٹس بھی انسانی بدن کے لئے بہت ضروری ہیں جو کہ پھلوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے پھل عطا فرمائے ہیں تاکہ انسان ان سے استفادہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ}(37)

اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اُگاتا ہے۔

مذکورہ بالا نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کسب معاش کے لئے ہمت کرے اور جو اس سے ہوسکتا ہے، ضرور کرے اور پھر نتیجہ خدا پر چھوڑدے تو اللہ تعالیٰ اسے انشاء اللہ ضرور رزق عطا فرمائیں گے۔

لباس

لباس نہ صرف یہ کہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے بلکہ اس کی فطرت میں داخل ہے۔ اچھا لباس حیاء کا عکاس ہے اور بدن کو زینت بخشتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

{يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىَ ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ} (38)

اے آدم کی اولا! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس اس سے بڑھ کر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

لباس انسان کو موسم کی سختیوں سے بچا کر جسم کو محفوظ رکھتا ہے۔ سردیوں کے لئے اگر گرم لباس نہ ہو تو انسانی بدن برودت سے متاثر ہو کر بیمار پڑ جاتا ہے۔ لہذا موسم کے مطابق لباس انسان کے لئے بہت ضروری ہے جس کے لئے کسب معاش کی کوشش کرنی چاہئے قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

{وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ كَذَلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ} (39)

اور تمہارے لئے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور جنگوں میں تمہیں محفوظ رکھتے ہیں.

پہلے وقتوں میں جب تیر، تلوار کا زمانہ تھا، دوران جنگ ریشم کا لباس زیب تن کیا جاتا تھا تاکہ تلوار کا وار پھسلن کا شکار ہو کر کاٹ سے محفوظ رکھے اور پھر زرہ بھی ایک طرح کا لباس ہی تھا۔ عہد حاضر میں جدید وردیاں جو آگ لگنے یا جلنے سے محفوظ ہوتی ہیں اور مزید یہ کہ "بلٹ پروف جیکٹس" بھی اسے زمرے میں آتی ہیں۔

رہائش

خوراک ولباس کی طرح رہائش بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا} (40)

ترجمہ: اللہ نے تمارے لئے تمہارے گھروں میں سکونت کی جگہ بنادی۔

آپ ﷺ نے کشادہ گھر کو خوش بختی میں شمار فرمایاہے ارشاد ہے:

« مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ »(41)

ترجمہ: تین چیزیں مسلمان کے لئے دنیامیں خوش بختی کی علامت ہیں:

۱- نیک پڑوسی ۲-اچھی سواری ۳- کشادہ گھر

گھر کم از کم اتنا کشادہ ضرور ہونا چاہئے جو اہل وعیال کے لئے کافی ہو۔ اس کے لئے انسان کو سعی بھی کرنا چاہئے۔ ظاہری بات ہے کہ اس کے لئے مال کی ضرورت ہو گی۔ اگر مال کی یہ ضرورت شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کی جائے تو یہ عبادت ہے۔ رہائش میں شریعت کے تقاضے کیاہیں؟ آپ ﷺ نے فریاجب تمہاری اولاد دس برس کی ہو جائے تواب ان کے بستر الگ الگ کر دو۔(42)

بستر جدا کرنے کے لئے کمرے بھی جدا ہونے چاہئیں۔ والدین کے لئے الگ کمرہ ہوناچاہئے۔ اسی طرح باہر سے آئے گئے مہمان کے لئے بھی بندوبست ہونا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب معاشرت سکھائی تو مکان اور مکان کے کمروں کی تعداد جیسی باریکیوں کو بھی مد نظر رکھا آپ ﷺ نے فرمایا:

« فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ »(43)

ایک کمرہ آدمی کے لئے، ایک اس کی بیوی کے لئے، ایک مہمان کے لئے ہوناچاہئے
اور چوتھا شیطان کے لئے۔

"چوتھا شیطان کے لئے" اس میں اسراف کی طرف اشارہ ہے کہ جتنی ضرورت ہو اتنا جائز ہی نہیں بلکہ شریعت کا حکم ہے۔ اور جو ضرورت سے زائد ہو، بلا کسی مصرف ہو وہ بے جا ہے۔ ایسا خرچ شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے۔

شریعت نے بے پردگی کو بالکل پسند نہیں کیا، ہر موقع پر یہی تعلیم دی ہے کہ پردہ حیاء کی علامت ہے۔ اچھا مکان پردے کا محافظ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا } (44)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ یہاں تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔

خوراک لباس اور رہائش کے علاوہ انسان کو روز مرہ کی زندگی کے لئے اچھے بھلے مال و دولت کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ اس کی زندگی کی گاڑی اچھے طریقے سے رواں دواں رہ سکے مثلاً تعلیم کے حصول کے لئے جو اخراجات آتے ہیں انہیں پورا کرنے کے لئے روپیہ پیسہ کی ضرورت ہے اور تعلیم سے مراد پہلے دینی اور پھر دنیاوی تعلیم ہے۔ آپ ﷺ نے ہر مسلمان پر تعلیم کو فرض قرار دیا ہے۔ دنیاوی تعلیم کا حصول بھی ضروری ہے تاکہ ایک طرف طب ،انجینئرنگ، اور صنعت کے میدان میں دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے اور دوسری طرف اپنی ضروریات بھی آسانی سے پوری ہو سکیں اسی لئے مفکر اسلام امام غزالیؒ نے ان تمام پیشوں کو فرض کفایہ قرار دیا ہے جن کی ضرورت معاشرے کو پیش آتی ہے۔ (45)

تعلیم کے علاوہ اپنی شادی بیاہ سے لیکر اولاد کی شادی بیاہ تک، علاج معالجہ، والدین کی خدمت، دوستوں اعزّہ اور اقرباء کے ساتھ مالی تعاون، برے وقت میں ان کے کام آنا غرض یہ کہ زندگی میں ہر لمحے قدم بقدم روپیہ پیسہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جس کے انتظام کے لئے انسان کو اسباب کا دروازہ کبھی نہیں چھوڑنا چاہئے لیکن یقین خدا تعالیٰ پر ہی رکھنا چاہئے کہ تمام خزانوں کا مالک وہی ہے، رزق کی وسعت اور تنگی بھی اللہ کی طرف سے ہی آتی ہے۔ اسلام کا تصور مال یہی ہے کہ مال کمانا بھی چاہئے اور مال بڑھانے کی کوششیں بھی جاری رکھنی چاہئیں۔

نتائج و سفارشات

1. کسبِ معاش انسان کا بنیادی فریضہ ہے جس کے حصول کے جابجا نصوص وارد ہوئی ہیں۔
2. کسب معاش کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں خزانے ودیعت فرمادئے ہیں جن کے حصول میں سب انسان برابر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہیں کہ ان خزانوں سے رزق تلاش کیاجائے۔
3. حصول رزق کے بنیادی ذرائع، تجارت، زراعت، صنعت و حرفت، ہر ایک کے بارے میں براہ راست یا بالواسطہ کسب معاش کی ترغیبات موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے موجودہ دور میں جب وطن عزیز معاشی مسائل کا شکار ہے، ہر شعبہ میں صبح و شام کی محنت سے وطن عزیز کو ترقی کی راہ پر گامزن کیاجائے۔

4. بنیادی ضروریات، خوراک، لباس، رہائش کے حوالے سے ہماری آبادی کا ایک بڑا حصہ شدید ابتری کا شکار۔ اس حصے پر توجہ کی اشد ضرورت ہے اور اس توجہ کی بہترین صورت یہ ہے کہ اس آبادی کے افراد خود بھی حصول رزق کی تگ ودو کریں اور حکومتیں بھی ان کی سرپرستی کریں تاکہ بہتر کسب معاش سے معیار زندگی میں بہتری آسکے۔

حوالہ جات

1۔ افتخار شوکت، دنیا نیوز، سنڈے میگزین، 2019۔01۔12، لنک ملاحظہ ہو:
https://mag.dunya.com.pk/demo.php/mutafariq/1403/2019-12-01

2۔ طلحہ عبیدی، ، ایکسپریس نیوز، 19 مارچ، 2023، لنک ملاحظہ ہو:
https://www.express.pk/story/2457672/1/

3۔ القرآن: 67/15۔

4- دریا آبادی، عبد الماجد، تفسیر ماجدیؒ، (کراچی: مجلس نشریات قرآن، 2014ء)، 7/276۔

5 - البیھقی، احمد بن حسین بن علی، السنن الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003)، 6/211۔

6 - ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال (بیروت: دار الفکر، س۔ن)، 5/1904۔

7- ابن ماجہ، **السنن**، کتاب التجارات، بَابُ: مَا يُرْجَى مِنَ الْبَرَكَةِ فِي الْبُكُورِ، حدیث: 2236، ، 2/752۔

8 - سورۃ الجمعۃ: 10

9 - السمرقندی، ابو اللیث نصر بن محمد، بحر العلوم (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1993ء)، 3/448۔

10 - الشاشی، نظام الدین محمد بن اسحاق، اصول الشاشی، (لاہور: مکتبہ الحسن، 2010ء)، 31۔

11 - الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن، سنن الدارمی، باب فی التاجر الصدوق، ، حدیث: 2581 (السعودیہ: دار المغنی للنشر والتوزیع، 2000ء)، 3/1663

12 - ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، (السعودیہ: دار العاصمہ، 1419ھ)، 7/352۔

13 - غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین (بیروت: دار الفکر)، 2/62

14 - البیھقی، احمد بن حسین بن علی، السنن الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)، 6/211۔

15 - سورۃ النساء: 29

16 - سورۃ المزمل: 20

17 - سورۃ یس: 35-33

18 - الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن (بیروت، : مؤسسہ الرسالۃ، 2000ء)، 20/515۔

19 - سورۃ عبس: 32-25

20 - القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث: 1553، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س۔ن)، 3/1189۔

21 - السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، حدیث:3073،(بیروت:المکتبۃ العصریہ،صیدا، س۔ن)،3/178۔

22 - مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث:1536،ص3/1167۔

23 - ابن حزم الظاہری، علی بن احمد بن سعید، المحلی بالآثار،(بیروت: دار الفکر، س۔ن)،7/50۔

24 - سورۃ ھود:61

25 - ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم،(دار الطیبہ للنشر والتوزیع،1999ء)،4/331۔

26 - القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن،(القاہرۃ: دار الکتب المصریہ،1964ء)،9/56۔

27 - سورۃ الحدید:25

28- Timothy J.considine.Economic Impact of American Steel Industary. p.1, Retrived from https://www.google.com/search?q=Economic+Impact+of+American+Steel+Industary&gws_rd=ssl,31 Dec,2012, 7:35 pm

29 - سورۃ الانبیاء:80

30 - سورۃ سبا:10-11

31 - سورۃ ھود:37

32 - ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ص،4/319۔

33 -*The State of World Fisheries and Aquaculture*.(2012). FAO Fisheries and Aquaculture Department ,U.N.O, P: 3-4

34 - سورۃ النحل:14

35 - الطبری، جامع البیان، ص:14/158۔

36 - سورۃ النحل:66

37 - سورۃ النحل:11

38 - سورۃ الاعراف:26

39 - سورۃ النحل:81

40 - سورۃ النحل:80

41-ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث:15372(بیروت: مؤسسہ الرسالہ،20021ء)،24/86۔

42 - ابو داؤد، سنن ابو داؤد، حدیث:495،ص:1/133۔

43 - مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث:2084،ص:3/1651۔

44 - سورۃ النور:27

45 - غزالی، احیاء علوم الدین، ص:1/31۔